(تربیت اولاد)
تیسرا حصہ

ماں کی ذہن سازی

(حمل سے پہلے اور دوران حمل)

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

(تربیت اولاد)
تیسرا حصہ

ماں کی ذہن سازی

(حمل سے پہلے اور دوران حمل)

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : ماں کی ذہن سازی (حمل سے پہلے اور دوران حمل) (تربیت اولاد) چوتھا حصہ

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : دسمبر 2017ء

تعداد : 1200

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک II، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034، 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050،041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : ww.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو انسان کے لیے بہت بڑی آزمائش بن جاتی ہیں مال اور اولاد۔ اولاد سے محبت فطری ہے اور بچے اپنی معصوم فطرت کی وجہ سے ماں باپ کو تو عزیز ہوتے ہی ہیں لیکن دیکھنے والے بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔ ہر بچے کے اندر اللہ ربّ العزت نے سیکھنے کا بہت زیادہ Potential رکھا ہے۔ یہ Potential کبھی ہر چیز کو منہ میں ڈال کر، چکھ کر اور اس کا تجربہ کرنے سے نظر آتا ہے، کبھی ماں کی مسکراہٹ کے بعد بچے کی مسکراہٹ میں نظر آتا ہے۔ بچہ کتنی جلدی مسکراہٹ سیکھ لیتا ہے، کیسے Response دیتا ہے، آپ بچے کے ساتھ بات کرنا چاہو تو فوراً آپ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور جو بڑے کرتے ہیں بچے اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسے ایک ننھی سی گٹھلی میں، ایک بیج میں تناور درخت بننے کے لیے سارے اسباب موجود ہوتے ہیں کیونکہ گٹھلی اور بیج میں اس کی ساری کہانی لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ پہلی کونپل پھوٹنے سے لے کر پھل آنے تک جتنی تبدیلیاں آتی ہیں، کہیں اسے خوراک کی ضرورت ہے، بڑھنے کی ضرورت ہے ہر دم پودے کے اندر تبدیلی آتی ہے لیکن یہ تبدیلی کیسے آئے گی؟ اس کی کہانی بیج کے اندر ہوتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کا بچہ ساری قوتیں، صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے لیکن ایک بات بڑی عجیب ہے انسان کے ساتھ کہ اس کے جسم نے کیسے بڑھنا ہے؟ کیسے Grow کرنا ہے؟ اس کی ساری کہانی تو اس کے پہلے سیل (Cell) کے اندر بھی ہوتی ہے۔ اس کی آنکھوں کا ڈیزائن کیسا ہوگا؟ رنگ کیسا ہوگا؟ اس کا ناک نقشہ، اس کے بال، بالوں کا رنگ، Texture، اس کے ہونٹوں کا رنگ کیسا ہوگا؟ اس کے چہرے کی گولائی ہوگی یا کتابی چہرہ ہوگا؟ اس کی Hight کتنی ہوگی؟ اس کی عمر کتنی ہوگی؟ کب تک وہ حیات رہے گا؟ اس کی

قوت، اس کا Potential کتنا ہوگا؟ سب کچھ پہلے سیل (Cell) کے اندر ہوتا ہے۔

لیکن انسان نے اپنی عقل سے کیسے وہ کام کرنے ہیں جن کے لیے اسے پیدا کیا گیا یہ پہلے سیل (Cell) کے اندر نہیں ہوتا اور آخری سیل (Cell) کے اندر بھی نہیں ہوتا اگرچہ یہ سچی بات ہے جو نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ:

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صادق و مصدوق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا نطفہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن جمع رہتا ہے۔ پھر اسی میں جما ہوا خون اتنی مدت رہتا ہے۔ پھر اتنی مدت گوشت کی بوٹی رہتا ہے۔ پھر فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے اور اسے چار کلمات لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے اس کا رزق ،عمر، عمل اور شقی یا سعید ہونا۔ اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک تم میں سے کوئی اہل جنت کے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا سا عمل کر لیتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا اور تم میں سے کوئی اہل جہنم جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اُس پر تقدیر کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنّت والا عمل کر لیتا ہے اور جنّت میں داخل ہو جاتا ہے"۔ (مسلم:6723)

لیکن انسان کے لیے کوئی ہدایت (Guide Line) نہیں ہوتی جو اس وقت دی گئی ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ رب العزت نے ہر انسان کو عقل دی ہے اور برائی بھلائی کی پہچان بھی فطری طور پر دی ہے۔ دو باتیں ضرور ذہن میں رکھیئے گا کہ کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس کے بغیر پیدا ہو جائے یعنی عقل اور بھلائی و برائی کی پہچان جیسے اللہ ربّ

العزت نے قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ (الشمس:8)

''پھر اُس کی بدی اور اس کا تقویٰ اُس کے دل میں ڈال دیا۔''

اب ہر انسان جو نیکی اور بدی کا شعور لیکر پیدا ہو رہا ہے اور عقل بھی اس کے پاس ہے۔ یہ دو Inner Supporters ہیں جیسے ہر انسان کی خوراک کے لیے، اس کی زندگی کے لیے اللہ پاک نے ایک پورا سپورٹ سسٹم بنایا ہے۔اس سپورٹ سسٹم میں کیا کچھ شامل ہے؟

جیسے بارش آتی ہے، سورج کی روشنی وہ بھی انسان کی سپورٹ پہ ہے، چاند بھی سپورٹ پہ ہے، کشش ثقل (Gravity) بھی سپورٹ پہ ہے، پہاڑ بھی سپورٹ پہ ہیں کیونکہ انہیں کیلوں کی طرح گاڑ دیا گیا ہے اور قرآن ہمیں یہ بتاتا ہے، ہوائیں بھی سپورٹ پہ ہیں، پودے اور جانور وغیرہ۔ وہ سب سپورٹ سسٹم ہے جو اردگرد اللہ پاک نے بنا دیا زمین کو اگانے کی صلاحیت دی ہے اور زمین جو کچھ اگاتی ہے وہ ہمارے لیے ہے۔ اللہ پاک نے ہر انسان کی زندگی میں ایسا سپورٹ سسٹم قائم کیا ہے:

جس کی وجہ سے وہ اپنے ربّ کو پہچان سکتا ہے

جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کا مقصد پا سکتا ہے

جس کی وجہ سے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت کے لیے تیاری کر سکتا ہے

اس سپورٹ سسٹم کے دو Factors انسان کے اندر ہیں اور دو Factors باہر ہیں۔ اللہ پاک نے انسان کو صرف اس کی عقل پر نہیں چھوڑا، اگر عقل دی ہے تو عقل کو Call دینے کے لیے انبیاء بھیجے اور کتابیں دیں۔ یہ دو بہت بڑے سپورٹرز (Supporters) ہیں اور انبیاء کے جانے کے بعد علماء وہ کام کریں گے۔ جیسے نبی ﷺ نے فرمایا:

وَالْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ (ابن ماجہ:223)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''

اللہ پاک نے اس سپورٹ سسٹم کے لیے آخری دور کے انسانوں کے لیے خاص طور پر کتنا بڑا انتظام کیا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر:9)

''بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

یعنی قرآن محفوظ صورت میں موجود ہے اور اللہ پاک نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی ساری تعلیمات کو بھی محفوظ کروا دیا۔ کتنی سچی بات ہے جو قرآن حکیم میں ربّ العزت نے ارشاد فرمائی:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (٣) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم:4,3)

''اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کہتا۔ وہ صرف ایک وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

یعنی رسول اللہ پر نازل ہونے والی وحی ایک تو قرآن ہے اور دوسرے وہ سب کچھ جو آپ ﷺ نے اس دنیا میں رہتے ہوئے کہا یا کیا وہ ہماری سپورٹ کے لیے موجود ہے۔ نسل انسانی کی تعمیر کے لیے ہر آنے والے بچے کے لیے سپورٹ سسٹم اللہ تعالیٰ نے جاری رکھا ہوا ہے (الحمدللہ) کیونکہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (الرعد:7)

''اور ہر قوم کے لیے ایک راہ نما ہے۔''

ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو دو Inner Sporters تو اس کے پاس موجود ہوتے

ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ عقل بھی Grow کرتی ہے اور یہ سپورٹ سسٹم اس کے اندر ضرور موجود ہوتا ہے۔ پھر جو باہر کے سپورٹرز ہیں یعنی انبیاء اور انبیاء کے پیچھے امت کے افراد اور کتب اور خاص طور پر قرآن وسنت جس میں انسان کی زندگی کا پورا پروگرام لکھا ہوا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اس سے کیا چاہتے ہیں؟

رب العزت کو کیا پسند اور کیا ناپسند؟

اب اگرچہ ہمارے پہلے سیل (Cell) کے اندر ہماری کہانی نہیں لکھی ہوئی تھی لیکن اللہ پاک نے اس کا پورا انتظام کر دیا۔ تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں رہا جو دور اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے بالکل خالی ہو۔ اس سپورٹ سسٹم کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہر انسان سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی عقل کو کام میں لاتے ہوئے، وحی کا علم سیکھتے ہوئے:

اپنے ربّ کی پسند کو جان لیں

علم حاصل کریں اور اس پر یقین کریں

اس کے مطابق عمل کریں اور اس پیغام کو آگے پہنچائیں

یوں اللہ رب العزت کی پسند ناپسند صدیوں کا سفر طے کر کے ہماری پاس بھی آئی ہے (الحمدللہ)۔ آج دنیا کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے کہ انسان کے سپورٹ سسٹم کے لیے اگر اللہ رب العزت نے اسے Built in پروگرام نہیں دیا تو باہر اس کا Instruction Manual موجود ہے (الحمدللہ رب العالمین)۔ یوں اگر کوئی ماں باپ اللہ پاک کی پسند ناپسند کے بارے میں علم نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی زندگی میں موقع دے دیا کہ وہ اپنے جیسے انسان کو وجود میں لانے کے قابل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اس کے حکم سے اور اس کی تقدیر کے مطابق تو ان فرض

(Responsibility) ہے کہ وہ اپنی اولاد کی، اپنے بچے کی تربیت کریں۔ بچے کے بارے میں ماں باپ کو جو سب سے پہلی بات ذہن میں رکھنی ہے وہ یہ کہ:

میرا بچہ میرے ربّ کی امانت ہے

یہ امانت ہے، ماں باپ مالک نہیں ہیں بلکہ امین ہیں اور امانت کی حفاظت کرنی ہے۔ انہوں نے اپنا کردار ادا کرنا ہے اور جو ماں باپ نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جو اب دہ ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ﴾ (بخاری:893)

'تم سب لوگ مسئول (یعنی حاکم وذمہ دار) ہو اور تم سب لوگوں سے تمہاری رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امام (بھی) مسئول ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت باز پرس ہوگی اور مرد اپنے گھر میں مسئول ہے اور اس سے اس کی رعیت کی باز پرس ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر میں مسئول ہے اور اس سے اس کی اور رعیت کی بابت باز پرس ہوگی اور خادم اپنے آقا کے مال میں مسئول ہے اور اس سے اس کی اور رعیت کی بابت باز پرس ہوگی۔'' (راوی ابن شہاب) کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ انھوں نے یہ بھی کہا: ''آدمی اپنے باپ کے مال میں مسئول ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت باز پرس ہوگی اور تم سب کے سب مسئول (یعنی

حاکم) ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کی بابت باز پرس ہوگی۔"

مرد سے اس کے گھر والوں کے بارے میں سوال ہوگا، عورت سے اس کے گھر کے بارے میں سوال ہوگا۔ ظاہر ہے گھر، بچے اور گھر والے سبھی اس میں شامل ہیں کیونکہ وہ ذمہ دار ہے۔ آپ تصور (Imagine) کریں گے میں جس کو امین بنایا گیا خواہ وہ ماں ہو یا باپ اسے کون سا کردار (Role) دیا گیا؟ لیڈر شپ کا، لیڈر شپ Role Play کریں گے۔ ہر ایک راعی ہے، ہر ایک لیڈر ہے (سبحان اللہ)۔ آپ اس حدیث پہ غور کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک غلام بھی راعی ہے، وہ بھی لیڈر ہے اپنے مالک کے مال پر کیونکہ اس نے اسے سنبھالنا ہے۔ جو کچھ اس کی تحویل (Custody) میں دیا گیا اس کی حفاظت کرنی ہے۔

کبھی آپ نے اس طرح سے سوچا کہ مجھ سے بھی اللہ تعالیٰ نے سوال کرنا ہے۔ جو چیزیں اس نے میرے حوالے کی ہیں اور مجھ سے یہ توقع رکھی ہے کہ ماحول میں اپنا کردار ادا کروں۔ ماں باپ کس طرح سے لیڈر بنا دیے گئے، مرد اور عورت کا لیڈر شپ Role مختلف ہے۔ عورت سے اللہ پاک نے بڑا کام لیا ہے اور نو مہینے تک اس کو (Realize) کروایا جاتا ہے کہ دیکھو تمہارے پیٹ میں جو چیز تخلیق ہو رہی ہے اس پر تمہارا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ تم سے پوچھا بھی نہیں گیا، تمہیں پتہ بھی نہیں ہے اور جس کو تم اپنا رحم کہتی ہو تم تو اسے استعمال نہیں کر سکتی۔ وہ ربّ عظیم اس برتن میں جس روح کو چاہے رکھ دے اور اللہ رب العزت جس وقت کسی عورت کے رحم میں بچے کی پیدائش کا آغاز کرتے ہیں تو اس کا لیڈر شپ Role شروع ہو جاتا ہے۔ تیاری تو اس سے بہت پہلے کرنی چاہیے کیونکہ اگر وہ وقت گزر جائے تو بہت دیر ہو جاتی ہے، اثرات تو ماں کے پیٹ میں بھی مرتب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو ماں سوچتی ہے وہ بچے پہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر کھایا پیا اثر انداز ہو

تا ہے تو سوچا ہوا کیوں نہیں اثر انداز ہوتا؟ اس کی ہر سوچ، اس کا ہر جذبہ اور ہر رویہ اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لیڈر شپ (Role) کے لیے اللہ رب العزت نے کتنی پیاری دعا سکھائی ہے:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:74)

''اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔''

امام کسے کہتے ہیں؟

لیڈر کو کیا دعا سکھائی جا رہی ہے؟

اے ہمارے ربّ! ہمارے رشتہ ازدواج میں محبت پیدا کر دیجئے

جو محبت شوہر اور بیوی کے درمیان ہے وہ بچے کی تربیت کے لیے ناگزیز ہے کیونکہ اس محبت کی وجہ سے ہم آہنگی ہوتی ہے اور محبت کا مالک ربّ عظیم ہے۔ وہ محبت کسی کے اختیار میں نہیں اس لیے ربّ کریم سے دعا کرو کہ رشتۂ ازدواج میں بھی محبت عطا کر دے۔ ایک تو اس کی عطا ہے اور دوسرا اس محبت کے بارے میں اثرات کی بات کی گئی ہے۔

﴿وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾

''اور ہماری اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔''

ہماری بیویاں ہوں یا ہماری اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔

آنکھیں کیسے ٹھنڈی ہوتی ہے؟

جب انسان کا دل جلتا ہے، جب انسان کے دل کے اندر تکلیف ہوتی ہے اور خاص طور پر رشتہ ازدواج کے حوالے سے تو کوئی چیز آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بنتی، اولاد بھی نہیں بنتی۔ اے اللہ! آپ نے ہمیں جن پر لیڈر شپ Role دیا ہے ان کو ہماری آنکھوں کی

ٹھنڈک بنا دیں۔ایک مرد کو کس کے پیچھے لگا دیا؟ کہ آپ کو دنیا میں سکون کی زندگی گزارنی ہے تو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اپنی بیوی اور اپنے بچوں میں تلاش کرو۔مال میں نہیں، بزنس میں نہیں، وہ ضروری ہے لیکن ضروریات کو پورا کرنے کے لیے، آنکھوں کی ٹھنڈک بنانے کے لیے نہیں۔

نوٹوں سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں

دنیا کا مال دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں

کسی کا جمال دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں

پھر آنکھیں کیسے ٹھنڈی ہوں؟

بیوی بچے دیکھ کر اور پھر دعا ہے کہ:

﴿وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِيۡنَ اِمَامًا﴾

''اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔''

جانتے ہیں متقی کسے کہتے ہیں؟

وہ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اس سے امید باندھتا ہے۔اس کی امید اپنے ربّ کریم سے بندھی ہوئی ہے۔

جب وہ کچھ سنتا ہے

جب وہ کچھ دیکھتا ہے

جب وہ کوئی کام کرتا ہے

جب کوئی بات دل میں رکھتا ہے

تو وہ اپنے رب سے ثواب کی امید باندھتا ہے حتیٰ کہ جب ماں کے پیٹ میں بچے کی بنیاد پڑتی ہے اس وقت بھی اس کی امید بندھ جاتی ہے۔امید کس چیز کی بندھتی ہے؟ کہ

پیٹ میں رکھنے پر آپ مجھے اس کا اجر ضرور دینا، مجھے اس کا بدلہ آپ سے چاہیے۔ کتنی تکلیف کاٹتی ہے ماں، اس کو چکر آتے ہیں، دل متلاتا رہتا ہے، کچھ کھاتی ہے ہضم نہیں ہوتا، ہر چیز سے بو آتی ہے اور ابتدائی دن کتنے عجیب گزرتے ہیں۔ آپ اس تکلیف سے گزرے بغیر اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

کبھی آپ سمندر کے ایسے حصے میں جائیں جہاں ساون کے موسم میں بہت زیادہ مری ہوئی مچھلیوں اور کائی کی وجہ سے اندر باہر کا ماحول تھوڑا فرق ہو جاتا ہے تو بو بہت آتی ہے۔ اور اگر کوئی خاص صورت حال پیش آجائے جیسے کراچی میں ایک دفعہ آئل لیک ہو گیا تھا تو سمندر کے اوپر آئل کی تہہ بچھنے کی وجہ سے اندر سے مچھلیاں مر گئیں۔ پھر اتنی زیادہ بو آنے لگی اور ہر ایک کو وہ پہنچ رہی تھی اگرچہ کوئی نہ بھی سونگھنا چاہے۔ ماں کی ایسی کیفیت ہوتی ہے، اسے ہر چیز میں سے ویسے ہی بو آتی ہے اور اس کی طبیعت خراب ہوتی ہے۔

پھر ماں اپنے ربّ کریم سے اجر کی امید، ثواب کی امید رکھے کہ میرا ربّ مجھے اس پر بدلہ دے گا کیونکہ ربّ نے یہ Role دیا اور اس کام پہ لگا دیا۔ کتنی محروم ہیں وہ مائیں جنہیں اپنے ربّ کریم سے امید باندھنی نہیں آتی، جو یہ ساری مشقت برداشت کرتی ہیں لیکن یہ نہیں جانتیں کہ اس معاملے میں بھی اسی سے امید کی ڈور باندھنی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید کے ساتھ اس کے سامنے سر جھکا دیتا ہے تو یہ تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے اس کے روکے سے رک جاتا ہے تو یہ تقویٰ ہے۔ دو باتیں ہیں امید اور خوف، نبی ﷺ نے فرمایا:

"ایمان امید اور خوف کے بین بین رہتا ہے۔"

یہ ایمان، تقویٰ ہے اور جن کو نیا نیا Role ملا ہے یا یہ Role کرتے ہوئے بہت مدت ہو گئی ہے وہ دعا کیا کرتے ہیں۔

﴿وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾

''اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔''

ایک نہیں، دو نہیں، سو نہیں، ہزار نہیں، لاکھ نہیں، کروڑ بھی نہیں بلکہ ارب سے بھی زیادہ مسلمان ہیں۔

یا اللہ! ہمیں اس دوڑ میں جیتنے والا بنادینا

میں نے سب سے زیادہ تجھ سے ثواب کی امید باندھ لی کہ مجھے متقیوں کا امام بنا دے۔ ذرا سوچئے کہ ہر کام پر جب ماں اپنے ربّ کریم سے امید باندھنا شروع کر دیتی ہے تو اس کے بچے پہ کیا اثر ہوگا۔ اندر ہی اندر وہ جو ابھی نطفہ ہے، وہ جو ابھی جما ہوا خون ہے، وہ جو ابھی گوشت کی بوٹی ہے اور شکل بھی نہیں ہے، وہ جواب پورا وجود بن گیا لیکن ابھی روح نہیں پڑی، روح اس میں نہیں ڈالی گئی اور جب اس کے اندر روح بھی آگئی اس پورے پیریڈ میں ماں کے ایک ایک عمل کا اثر مرتب ہو رہا ہے (سبحان اللہ)۔ وہ ربّ کتنا عظیم ہے کہ ہمیں نہیں پتہ ہمارے اعمال کا اثر کیسے مرتب ہوگا لیکن ربّ العزت اثر ڈالتا ہے۔

ماں باپ کی ذمہ داری (Responsibility) ہے اور مستقل کردار ادا کرنا ہے اور یہ کردار ادا کرتے ہوئے ہر اس عمل سے بچنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں، جس کے بارے میں اس نے وعید سنا رکھی ہو۔ ہمارے جسم میں جو تبدیلیاں آتی ہیں اس کا بھی سوچ سے بہت زیادہ تعلق ہوتا ہے۔ پہلا بچہ ہو تو ماں خوش ہوتی ہے لیکن ماں کی بھی مختلف حالتیں ہوتی ہیں کوئی ماں طلاق یافتہ ہے، کوئی ماں بیوہ ہے، کوئی ماں آٹھویں بچے کی ماں ہے، کسی ماں کی پہلے صرف بیٹیاں ہیں اب ایک نئے بچے کی بنیاد پڑی تو اس کو فکر لاحق ہو گئی۔ جانتے ہیں یہ فکر کس چیز کی ہے؟ پتہ نہیں بیٹا ہوگا یا بیٹی۔

اس پتہ نہیں میں کیا ہے؟

کہ مجھے اپنے ربّ کا پتہ ہی نہیں

ربّ کے بارے میں نہیں جانتی

اسی لیے وہ اس سے دعا نہیں کرتی

اور اسی لیے اس کے سپرد نہیں کرتی

اس تربیت میں ماں نے جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ اپنی سوچ سیدھی رکھنی ہے۔ کتنا زیادہ ضروری ہے اور میں آپ کو مبارک باد دینا چاہتی ہوں خاص طور پر بچیوں کو کہ اللہ پاک آپ پر کتنا مہربان ہے۔ جانے آپ کی زندگی میں وہ کیا بات ہوگی، جانے آپ کے ماں باپ نے کتنی دعائیں کی ہوں گی، آخر آپ کو کسی مقصد کے تحت ہی اللہ پاک نے یہاں بٹھا دیا کہ آپ کی تربیت ہو رہی ہے۔ الحمد للہ آپ لوگ اس وقت ان ساری چیزوں کو سیکھ رہے اور جو لوگ اپنی زندگی کے اختتام پر، اپنا رول ختم ہونے پر سیکھ رہے ہوتے ہیں، سیکھنا تو پھر بھی چاہئے لیکن آپ کی خوش نصیبی ہے اس لیے اللہ تعالی کا شکر ادا کریں۔

یہ مقام شکر ہے

یہ اس کا کرم ہے

یہ اللہ تعالی کی بہت بڑی رحمت ہے

کہ وہ اپنا رول سیکھنے کی توفیق دے دے اور وقت سے پہلے تیاری ہو جائے۔ ایک طالب علم وہ ہوتا ہے جو امتحان سے پہلے تیاری کر لیتا ہے کامیاب ہونے کی امید اس کی ہوتی ہے یا وہ طالب علم جو تیاری ہی نہیں کرتا۔ آپ سوچیں ہماری سوسائٹی کی صورت حال کیا ہے؟ جب کسی بچی یا بچے کا نکاح کرنا ہوتا ہے تو ہر ایک کو فکر ہے کہ لکڑیاں خرید لائیں

میں فرنیچر کو لکڑیاں ہی کہتی ہوں، کچھ چیتھڑے خرید لیں کیونکہ چند دنوں کے بعد انہوں نے چیتھڑے ہی بن جانا ہوتا ہے، کچھ دھاتیں خرید لیں چاہے وہ گلے میں پہن لیں اور چاہے وہ برتنوں کی صورت میں ہوں کتنی فکر لاحق ہوتی ہے کہ گھر بنانا ہے اور گھر جس مقصد کے لیے بنایا جارہا ہے:

اس مقصد کے لیے کیا کام کیا؟

اس مقصد کے لیے کتنی تیاری کی ہے؟

اصل تیاری یہ ہے کہ جو کردار ادا کرنا ہے وہ کرنا آتا ہو۔ ماں کی سوچ سیدھی ہونے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ ایسا نہیں ہوتا کہ ماں بننے کے بعد اچانک وہ اپنی سوچ سیدھی کرنی شروع کردے۔ وہ کرے گی لیکن اس کو بہت مشقت پیش آئے گی اور اگر پہلے سے سوچ سیدھی کرنے کا عمل جاری ہوگا، جو ساری زندگی جاری رہنا ہے تو کتنا بڑا نفع ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ بہت بڑی خصوصیت ہے۔ اور جانتے ہیں اللہ پاک اسے کیسے سکھاتے ہیں؟ ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں دیکھیں گے ماں کے کردار میں مثبت انداز فکر۔ اللہ رب العزت نے نبی ﷺ پر جب "سورۃ الم نشرح" نازل کی تو اس سے پہلے آپ کتنے بڑے بوجھ تلے تھے۔ آپ کو سمجھ نہیں آتی تھی کہ:

اس سوسائٹی کا مستقبل کیا ہو؟

کیسے اس کی اصلاح ہوگی؟

اور اللہ پاک نے یہ فرمایا کہ ہم نے تجھ پر سے وہ بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا۔

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾ (الم نشرح:1)

"کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟"

یہ نشرح کیا ہے؟

یہ شرح صدر کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے، اللہ کی فرماں برداری کے لیے، اللہ کی بات ماننے کے لیے کھول دیتا ہے۔ اللہ پاک آپ پر اتنے مہربان ہیں کہ آپ کا سینہ اپنی باتوں کے لیے کھول رہے ہیں (الحمد للہ رب العالمین)۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ حق بات کو سننے کے لیے سینے کو ایسے ہی کھلا رکھے (آمین)۔ نبی ﷺ کو اس سورۃ میں سکھایا گیا کہ:

﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ (الم نشرح:6)

''یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔''

یعنی ہر انسان کے لیے آسانی کہاں چھپی ہوتی ہے؟

ہر انسان کے لیے آسانی تنگی میں چھپی ہوئی ہوتی ہے

آسانی کب ہوتی ہے؟

جب وہ تنگی میں کشادگی کو دیکھ لے

جب سارے اسباب ختم ہو جائیں

اور وہ اسباب پیدا ہونے کو دیکھ لے

جیسے سیدنا زکریا علیہ السلام نے دیکھ لیا تھا۔

﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾ (مریم:4)

زکریا نے کہا: ''اے میرے ربّ! یقیناً میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اُٹھا ہے۔ اور اے میرے ربّ! میں آپ سے مانگ کر کبھی

نامراد نہیں رہا۔"

مثبت انداز فکر (Positivity) پیغمبروں کا خاص فیچر ہے جو ماں کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے اگرچہ ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ "نہیں" میں "ہے" کو دیکھنا، کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے ہونے کو دیکھ لینا کہ اب وہ ہوگئی ، انسان کو کیسے یہ یقین ملتا ہے؟ غور و فکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پالیتا ہے تو اسے سمجھ آجاتی ہے کہ وہ انسان کو جب پیدا کرتا ہے تو انسان کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ انسان کو "نہیں" سے "ہے" میں لاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت قرآن حکیم میں فرماتے ہیں:

﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا﴾
(الدھر:1)

"انسان پر زمانے میں سے ایک وقت ایسا بھی آیا ہے جب وہ قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا؟"

تو یہ امید کون باندھتے ہیں؟

ماں باپ جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾ (الانبیاء:89)

"اے میرے رب! آپ مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور آپ سب وارثوں میں سے بہترین ہیں۔"

جب کسی کا وارث چلا جاتا ہے، کسی کے باپ کا انتقال ہو جاتا ہے، کسی کے کمانے والے کا یا شوہر کا تو اچانک وہ سمجھتا ہے کہ میں تپتے صحراؤں میں آ گیا ہوں کہ میرے سر پر چھاؤں نہیں ہے۔ لیکن مومن کبھی ایسے صحرا میں کھڑا نہیں ہوتا کیونکہ اس کے اندر ربّ کریم کی محبت کا باغ اگا ہوا ہوتا ہے اور وہ اپنے ربّ عظیم سے امید باندھتا ہے۔ وہ کسی نے پنجابی

میں کہا ہے کہ:

؎ وارث نہ کر مان وارثاں دا
ربّ بے وارث کر ماردا ای

یعنی آپ وارثوں پر مان نہ رکھو کیونکہ جب ربّ لاوارث کر دیتا ہے پھر انسان کو پتہ چلتا ہے کہ اصل وارث تو وہ ہے۔ کیا اللہ کا نام الوارث نہیں ہے؟ حقیقی وارث تو وہی ہے۔ جب انسان کے پاس کچھ نہیں رہ جاتا تو اللہ تعالیٰ کیسے اسباب پیدا کرتا ہے۔ کیا یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں ربّ سے امید باندھنی نہیں آئی تھی؟ تین تین اندھیروں میں تھے۔ سمندر کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا اور اوپر سے مچھلی کے پیٹ کی تہوں کے اندر یونس علیہ السلام تھے لیکن یونس علیہ السلام کی فکر کیسے کام کر رہی تھی۔

﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات پاک ہے۔ یقیناً میں ظالموں میں سے تھا۔''

جب ایک ماں اپنے آپ کو اپنے ربّ عظیم کے سامنے حاضر کرتی ہے اور اسے یہ سمجھ آتی ہے کہ میری ذات کی کیا اوقات ہے؟ کیا حقیقت ہے؟ کہ برتن تو میرے پیٹ کا ہے لیکن میرا اختیار نہیں ہے، اس برتن میں میری اولاد کے لیے جو کوشش کرنی ہے، تخلیق کی ابتداء کرنا، صورت گری کرنا، اس میں میری ذات کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پیٹ میرا ہے، بچہ بھی مجھے ہی ملے گا لیکن اختیار میرا نہیں ہے۔ کتنی آسانی ہو جاتی ہے امید باندھنے میں، مثبت (Positive) رہنے میں۔

اس دوران سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے قلب وذہن کو بدگمانیوں، حسد، کینہ، بغض سے بچانے کی، سوچ کو سیدھا رکھنے کی اور یہ چیزیں کیسے تکلیف

میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ اس دوران ابلیس تو بہت زیادہ کام کرتا ہے کہ ایک اور انسان وجود میں آنے لگا ہے اور ماں خوشی سے زیادہ غم میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اس کو فکریں پریشان کرتی ہیں، اس کے دل میں عجیب عجیب باتیں آتی ہیں، وسوسے، پریشانیاں، بدگمانیاں، ان سب کو Hormonal Changes کا نام دیا جاتا ہے۔ یقیناً وہ بھی آتی ہوں گی اس میں کوئی شک نہیں لیکن سوچ کا کتنا بڑا کردار ہے۔ مثبت سوچ (Positivity) کی ضرورت کو آج ایک کافر بھی تسلیم کرتا ہے۔

ابھی بچہ وجود میں نہیں آیا، ابھی اس نے وجود میں آنا ہے لیکن امید ربّ کریم سے باندھنی ہے کہ یا اللہ! صحیح سلامت بچہ عطا کرنا، قوت والا، صحت والا، ایمان والا۔

﴿رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ﴾ (الانبیاء:89)

اے میرے رب! آپ مجھے اکیلا نہ چھوڑنا اور آپ سب وارثوں میں سے بہترین ہیں۔

﴿رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ﴾ (الصافات:100)

اے میرے رب! مجھے صالحین میں سے اولاد عطا فرما۔

﴿رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ﴾
(آل عمران:38)

اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بلاشبہ تو ہی دعا کا خوب سننے والا ہے۔

اور ماں (Positive) رہے، اپنی صحت کا خیال رکھے۔ اس کے لیے کتنی زیادہ سہولت پیدا کر دی جاتی ہے اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لیے اور امید باندھنا آسان ہو جاتا ہے۔ جب امید کی ڈور بندھ جاتی ہے تو ماں کے لیے نو ماہ گزارنے بہت آسان ہو

جاتے ہیں ہر Stage سے گزرنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ جتنا ماں امید کا رشتہ مضبوطی سے باندھ لیتی ہے اتنا ہی زیادہ وہ آسانی کے ساتھ خوش گوار طریقے سے اپنے اس وقت کو بِتا لیتی ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ بچہ دینے والے:

ربّ کریم سے سرگوشیاں کرے

اس سے دعائیں کرے

اس کا ذکر کرے

ہاں شرط یہ ہے کہ:

وہ اس پر اعتماد کرتی ہو

اس سے محبت کرتی ہوں

نو ماہ میں کتنا وقت ہے! آپ سوچئے مہینے کے تیس یا اکتیس دن ہوتے ہیں اور اگر ہم نو ماہ میں دیکھیں تو تقریباً کوئی 270 کے قریب دن بنتے ہیں۔ ہر دن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں، ہر گھنٹے میں 60 منٹ اور ہر منٹ میں 60 سیکنڈز، کتنی بار وہ اپنے ربّ کریم سے امید باندھ سکتی ہے، کتنا زیادہ وہ اپنے ربّ کے ساتھ اپنے تعلق کو گہرا کرسکتی ہے، غور وفکر کرسکتی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ پر ایمان اور زیادہ بڑھتا ہے۔ یہ پیریڈ بچے کی شخصیت اور بچے کی زندگی پر اثر انداز ہونے کے اعتبار سے سب سے زیادہ اہم (Important) ہے۔

آپ اپنے اگر ارد گرد کے جہان میں دیکھیں مثلاً ایک بیج کو درخت بننے کے لیے کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ انسان کا بچہ جب وجود میں آتا ہے تو اس کے باہر کے مراحل تو تین ہیں لیکن اندر کے مراحل بھی ہیں۔ باہر کے تین مراحل بچپن، جوانی، بڑھاپا اور اندر کے مراحل نطفہ، علقہ (جما ہوا خون)، مضغہ (گوشت کی بوٹی ابھی اس کی شکل نہیں بنی)، پھر شکل والی بوٹی، ہڈیاں کس طرح سے بنتی ہیں اور پورا بچہ بن جاتا ہے۔ پھر وہ

بچہ (Grow) کرتا ہے تو چار بنیادی مراحل (Stages) ہیں جن سے وہ گزرتا ہے۔

ایک ماں کی کتنی بڑی ذمہ داری (Responsibility) ہے کیونکہ وہ لیڈر ہے، اسے لیڈرشپ Role Play کرنا ہے۔ اسے مثبت اثرات مرتب کرنے کے لیے اپنی سوچ کو مثبت (Positive) رکھنا ہے۔ ہر سٹیج پر اثرات مرتب کرنے کی ذمہ داری تو ربِّ عظیم کی ہے، اثرات مرتب ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا پورا سسٹم ہے۔ اور آپ سوچیں جب پہلا سمسٹر گزرتا ہے یعنی پہلے تین ماہ گزرتے ہیں اور ان تین ماہ میں ماں کے پاس اللہ رب العزت کی جانب سے کتنا اچھا وقت ہوتا ہے۔ ایک اعتبار سے تو وہ بچے کی ماں بن رہی ہوتی ہے لیکن ویسے بھی اس کی پیداواری صلاحیت (Productivity) بہت زیادہ بڑھ رہی ہوتی ہے۔ اگر وہ مثبت (Positive) رہتی ہے تو اس کے اندر بہت طاقت (Energy) آجاتی ہے اور وہ سارے کام جو عام حالات میں نہیں کر سکتی ان حالات میں اس کے لیے کرنا ممکن ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید بہت بڑی ہے۔ اس کا خاص کردار (Role) شروع ہونے والا ہے اور اس Role کے لیے وہ انتظار میں بھی لگ جاتی ہے۔

پھر جیسے ہی دوسرا سمسٹر (Semester) آتا ہے تو بات اور زیادہ آگے بڑھتی ہے اور اب وہ حقیقت بنتی ہوئی نظر آرہی ہوتی ہے۔ مثبت طرزِ فکر اپنی زندگی کے لیے بھی بہت ضروری ہے لیکن بچے کی حیات کے لیے اور بچے کی تربیت کے لیے بہت ضروری ہے۔ ماں اگر اس دوران روتی رہے، برے خیالات کا شکار رہے، بے حیائی کے مناظر دیکھتی رہے اور اس دوران وہ اپنی سرگرمیوں (Activities) کے بارے میں باخبر (Conscious) نہ ہو تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے ان سارے اثرات کو قبول کر کے باہر آتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کی تربیت کا آغاز ہوتا ہے بلکہ ذمہ

داری(Responsibility) کا آغاز زچگی (Pregnancy) کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

زچگی(Pregnancy) کے پیریڈ میں ایک ماں کو کیا کیا کام کرنے ہوتے ہیں؟ اپنی صحت کے ساتھ ساتھ بچے کی صحت کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کیسی غذا کھائے؟ کیا دیکھے؟ کیا پڑھے؟ کیا بولے؟ کیا ذکر کرے؟ کیا جسمانی سرگرمی (Physical Activity) رکھے؟ اپنے ربّ سے کیا دعائیں جاری رکھے؟ اس کی نمازیں کیسی ہوں؟ اس کا تلاوت کرنا کیسا ہو؟ اس کی رشتے داریوں کی حفاظت کرنا کیسا ہو؟ اوراس کے تعلقات کیسے ہوں؟ جتنا زیادہ ماں Conscious ہوگی اتنا ہی زیادہ بچہ صالح ہونے کی امید ہوتی ہے۔

جیسے ایک پودے کی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے، پودے کی جڑ نکلی، کونپل نکلی اور اس کی دیکھ بھال کا آغاز ہو گیا۔

ماں کے پیٹ میں بچے کی پیدائش کا جب آغاز ہوتا ہے ابھی تو اس کے ہاتھ بننے والے ہیں، ابھی اس کی آنکھیں بننے والی ہیں، ابھی اس کا دماغ اور باقی چیزیں بننے والی ہیں لیکن زندگی کا آغاز تو ہو گیا۔ جب پہلی کونپل نکلتی ہے تو درخت پر پھل نہیں لگ جاتے، تنا بڑا نہیں ہو جاتا، اچانک وہ موٹے تنے والا درخت نہیں بن جاتا، تن آور درخت نہیں بنتا، اس کی شاخیں بھی نہیں ہوتیں، اس کے پتے بھی نہیں نکلتے۔ اسی طرح سے ماں کے پیٹ میں بچہ ایک چھوٹے سے درخت کی طرح ہوتا ہے، جب وہ باہر آتا ہے تو پورا درخت ہوتا ہے لیکن چھوٹا ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہے تو پورا درخت بننے کا عمل ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اور باقی تو درخت کے بڑے ہونے کا عمل ہے۔

آپ کسی چھوٹے کھجور کے درخت کو دیکھیں وہ کیسا ہوتا ہے؟ وہ بھی کھجور کے بڑے

درخت جیسا ہوتا ہے لیکن ابھی اس پہ پھل نہیں لگ سکتے۔ نگہبانی تو اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے جب پیدائش کا یا زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو ماں کی ذمہ داری (Responsibility) بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اور کسی کی ذمہ داری (Responsibility) اس دور میں اس انداز کی نہیں ہو سکتی۔ اللہ پاک نے اس دور میں کسی کو ذمہ دار (Responsible) نہیں بنایا لیکن تو اصو بالحق کا سلسلہ تو ارد گرد والے جاری رکھ سکتے ہیں۔

پھر بچہ جب پیدا ہو جاتا ہے تو اہل خاندان کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے، باپ کی، بہن بھائیوں کی، اسی طرح سے دادا دادی، نانا نانی اور پھر ارد گرد جو لوگ ہیں مثلاً ہمسائے وغیرہ ان کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اصل چیز جس کو سیکھنے کی ضرورت ہے اور جس مقصد کے لیے سیکھنے کی ضرورت ہے وہ مقصد ذہن میں رکھیں کہ صالح انسان کی تیاری، صالحیت کو پروان چڑھانا ہے۔ ایک طرف بچے کی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے تو دوسری طرف اس کے اندر صالحیت کو پروان چڑھانے کا بھی آغاز ہو جائے۔ صالحیت کو پروان چڑھانے کے لیے ماں کی ذمہ داری صرف نو ماہ کی ہوتی ہے اور نو ماہ کے بعد باقی لوگ بھی اس ذمہ داری میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس کے لیے تربیت کے بنیادی اصولوں کو سیکھنے کی بہت ضرورت ہے اور بچے کی شخصیت کو Right Ground پر استوار کرنے کے لیے، بچے کی شخصیت کو پروان چڑھانے کے لیے جن جن پہلوؤں پر کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کے اوپر آپ ضرور غور و فکر کریں اور ضرور اس کے بارے میں پڑھیں، سوال (Question) بھی کریں اور سب سے پہلی ضرورت ایمانی تربیت کی ہے۔ ماں کے پیٹ میں ایمانی تربیت کیسے ہوتی ہے اور جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے اس وقت اس کی ایمانی تربیت کیسے ہو رہی ہوتی ہے؟ جیسے ایک سال کا بچہ ہے، ایک ماہ کا ہے، دو سال کا بچہ

ہے، پانچ سال کا ہے یا Teenager ہے یا وہ اس سے زیادہ بڑا ہو گیا تو کس طرح سے مختلف عمروں (Ages) پر کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سب سے پہلی چیز جس نے اسے مربی بننے کے لیے تربیت کرنی ہے تو پہلے خود ان سب چیزوں کو سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، اپنے عمل میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے میں دعا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ان ماؤں کو جو اپنے بچوں کو بڑا کر چکیں اور ان ماؤں کو جن کے بچے ابھی چھوٹے ہیں اور وہ جو مستقبل کی مائیں ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اچھا مربی بننے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

ایمانی تربیت کے ساتھ اخلاقی تربیت، معاشرتی تربیت، نفسیاتی تربیت اور جذباتی تربیت وغیرہ۔ یہ دو الگ الگ پہلو ہیں جیسے (Emotional Management) ہے، میں سمجھتی ہوں یہ صرف (Emotional Management) نہیں ہے اسلام میں اس کے لیے جو لفظ استعمال ہوتا ہے وہ تربیت ہے۔ اور موجود چیزوں کی تنظیم کا مطلب ہے کہ وہ چیز جو موجود ہے اس کو ذرا سیدھا اور درست کر کے رکھ دو یعنی جو کام بھی انجام دینا ہے یا جب کسی چیز کی تنظیم کرنی ہے تو اس کو Right Ground پر لے آؤ۔ لیکن تربیت میں نشوونما، بڑھانا، بڑھوتری پائی جاتی ہے اور اس میں ترقی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

ایمانی تربیت جو پیٹ کے اندر ہوئی، جو ایک ماہ کے اندر ہوئی، جو ایک سال کے بچے کی ہوئی، دو سال کی، پانچ سال کی، دس سال کی اور اب یہ مستقل عمل ہے۔ اب دس سال کے بعد وہ Teenager ہو گیا۔ اب وہ بچہ جس کی ابتداء سے تربیت ہوئی ہے اور وہ بچہ جس کی تربیت ابتداء سے نہیں ہوتی دونوں برابر نہیں ہوتے کیونکہ ایک کے اندر ایمان بہت گہری جڑیں اور بہت اونچی شاخوں تک پروان چڑھ گیا اور دوسرے کے اندر ابھی ابتدائی مراحل کا بھی موقع نہیں آیا۔ دونوں کا معاملہ مختلف ہو جاتا ہے۔ جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ تربیت کے اصول ہیں۔

اصل چیز Personaliy Balanced کے لیے کوشش (Effort) کرنی ہے یعنی متوازن شخصیت کو وجود میں لانا ہے (ان شاء اللہ)۔ تو ماں کا سمجھنا کتنا ضروری ہے کچھ اپنا خیال بھی رکھنا ہے۔ اپنا خیال رکھیں گے تو (ان شاء اللہ) آنے والوں کا خیال بھی رکھیں گے۔

سوال و جواب

طالبہ: اگر ایک لڑکی کا ماحول بالکل مخالف اور غیر اسلامی ہو جہاں اس کے لیے پردہ کرنا بھی مشکل ہو اور وہ اسلام کے مطابق زندگی گزارنا چاہتی ہو تو پھر وہ کیسے Positive رہے؟ اور کیسے اپنے بچے کی تربیت کرے؟

استاذہ:

﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا﴾ (الانشراح:6)

''بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔''

اللہ کریم ہے اسے پتہ ہے کہ کس ماحول میں اس بچے کی تربیت ہونی چاہئے؟ اسی طرح کا ماحول ملتا ہے۔ دیکھیں کسی کی شخصیت ایسی ہے جس کو the Opposit Wind ماحول میں رکھا جائے، جس کو مخالف ماحول ملے تو اس کی شخصیت پر زیادہ اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اللہ پاک نے اپنے پیغمبروں کو اکثر ایسے ہی ماحول میں رکھا تھا۔

آپ سوچیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تربیت کس ماحول میں ہوئی تھی؟ جتنے بھی انبیاء تھے ان میں سے اکثر ایسے تھے جن کی تربیت بالکل مختلف (Totally Opposite) ماحول میں ہوئی اور وہ تربیت اللہ رب العزت نے کی۔ اگر مخالف ماحول میں انبیاء کی اتنی شاندار شخصیات وجود میں آئیں تو (ان شاء اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے، اس سے اچھی امید باندھیں۔ آپ اچھے طریقے سے جانتے ہیں جو منارہ نور ہوتا ہے، جو

Lightning Tower ہوتا ہے اس سے دوسروں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اور اندھیرا کیا ہے؟ آپ کا منفی (Negative) طرزِ عمل۔

آپ کسی روشنی کے مینار کو دیکھیں آندھی آئے، طوفان آئے، زلزلے آئیں اس کا کام کیا ہے؟ روشنی دینا، وہ متاثر نہیں ہوتا۔ کبھی کھمبے گر بھی جاتے ہیں لیکن بہر حال جہاں روشنی کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے لیے دوبارہ انتظام کرلیا جاتا ہے۔ اللہ پاک سہارا دیتے ہیں اور پھر اٹھا کھڑا کرتے ہیں (الحمدللہ)۔ آپ پہلے اپنے (Status) کو دیکھیں، اپنی حیثیت کو دیکھیں، دیکھیں گے تو) ان شاء اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی۔

طالبہ: معاشرے میں لوگ کہتے ہیں کہ جس نے جو کرنا ہوتا ہے وہ کر ہی لیتا ہے اس کو ماحول چاہے ملے یا نہ ملے، اس بات کی کیا حقیقت ہے؟

استاذہ: ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی باتوں کی حقیقت پتہ ہے، ہم سے وہ پوچھیں اور باقی باتوں کو ہم بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ جس نے کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے لیے کسی کی تربیت اور ماحول اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہ اس سے بالکل مختلف (Opposite) ہے جو اللہ پاک فرماتے ہیں، جو اللہ رب العزت نے دین دیا ہے۔ کیونکہ دنیاوی نظریے میں پوری نفی ہے کہ کسی کو مینار نور بننے کی ضرورت ہی نہیں ہے ہر کسی کو اندھیرے میں چھوڑ دو۔ یہ روسو کا فلسفہ ہے، روسو کی جو Social Contact کی تھیوری ہے اس نے دنیا کو بہت خراب کیا۔ روسو کہتا ہے کہ آپ تعلیمی میدان میں بچے کے لیے کوئی مقاصد مقرر نہ کریں بلکہ اس کو زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیں وہ خود ہی ٹھوکریں کھا کھا کر گول ہو جائے گا یہ دراصل وہ تھیوری ہے۔

طالبہ: میں نے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ جس طرح ہم Parenting پڑھ رہے ہیں تو میرے ذہن میں بار بار ایک سوال آ رہا تھا کہ ماں بننے کے لیے جب ایک لڑکی

کو اپنا گھر چھوڑنا پڑتا ہے، اپنے سارے رشتوں سے کٹ کر جانا پڑتا ہے تو کیا اس کا بھی اجر ملتا ہے؟

استاذہ: کیوں نہیں! وہ اللہ تعالیٰ کے نظام کو قبول کرتی ہے لیکن اجر وثواب کی امید باندھنے سے اسے اجر ملتا ہے۔ اور جو اس بارے میں نہیں سوچے گی اسے اجر نہیں ملے گا۔ آپ نے بہت قیمتی سوال کیا ہے اور بہت اچھی طرف توجہ دلائی ہے (الحمدللہ)۔

طالبہ: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو بچیاں تو نوجوانی میں یہاں آگئیں ان کے لیے تو بہت فائدہ ہے لیکن ہم جیسے لوگ جو بہت دیر سے (Late) حق کے راستے کی طرف آتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے کتنی امید باندھ سکتے ہیں؟

استاذہ: آپ کا سوال بہت قیمتی ہے کہ جو نوجوانی (Young Age) میں اس جانب آجاتے ہیں۔

؎ در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است

کہ جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوا ہے

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جس کو جتنا اللہ تعالیٰ موقع دے دے اس کے لیے اتنی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اللہ پاک جس دور میں بھی کسی انسان کو اپنی ڈور تھمادے اس کو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اپنی پچھلی خطاؤں، غلطیوں کی توبہ کرنی چاہئے۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں اس شخص کو Imagine کرتی ہوں کیونکہ حدیث کے الفاظ میں اس شخص کے بارے میں وضاحت ہے کہ اس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور اس کی سفید بھنویں اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھیں۔ لمبی داڑھی، جھکی ہوئی کمر، لاٹھی لیے ہوئے وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''اے اللہ کے رسول!

میرے گناہ اتنے ہیں اگر ان سب پر تقسیم کردیئے جائیں تو سب کو لے ڈوبیں گے۔ کیا میرے لیے معافی کی گنجائش ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسلام قبول کر لیا؟ اس نے کہا: "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انا محمد اعبدہ ورسولہ" آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایمان لے آتا ہے اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ اس شخص کی زبان پر ایک بات تھی: اللہ اکبر، اللہ اکبر، وہ لاٹھی ٹیکتا ٹیکتا واپس چلا گیا اس ایک خوشخبری کے ساتھ کہ جو شخص ایمان لے آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

اب وہ لوگ جو مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو تاحیات سچا مومن سمجھتے رہتے ہیں جب کہ ان کے کام ویسے نہیں ہوتے لیکن توبہ کی گنجائش ان کے لیے بھی ویسی ہی ہے۔ ان کے لیے بھی اسی طرح سے اللہ رب العزت نے سچا ایمان لانے کا موقع رکھا ہے کہ جو پہلا ایمان تھا، یہ جو پہلا سلسلہ تھا وہ تو پیدائشی طور پر تھا اور شعوری طور پر جب ایمان قبول کیا، جب بھی اللہ تعالیٰ نے موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ پچھلے سارے گناہ معاف کر دے گا

طالبہ: اب انہوں نے زندگی میں جو کیا اس کے اثرات سامنے ہیں اولاد کی صورت میں اور اولاد کے معاملات کی صورت میں اب وہ کیا کریں؟

استاذہ: اپنی اولاد کے لیے دعا کریں، اولاد کے لیے کوششیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے امید باندھ کر رکھیں۔ ظاہر ہے جو اولاد دیکھ چکی، جو انہوں نے Learn کر لیا وہ Unlearn کرنے میں ٹائم تو لگے گا۔ Deconditioning بہت ضروری ہے یعنی جو پہلے والا ہے اس کو Washout ہونے میں ہر انسان کے لیے ہے کہ وہ تھوڑا سا صبر کے ساتھ ان معاملات کے لیے وقت دے اور تلقین کرنا نہ چھوڑیں۔ باقی یہ ہے کہ زندگی کی مہلت کم رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس زندگی میں برکت عطا

کرے اور اللہ تعالیٰ سے امید کا رشتہ مضبوط کرنا چاہئے۔اس سے امید رکھنی چاہئے کہ جب آپ نے ساری زندگی کے بعد اب مجھے موقع دیا ہے تو یا اللہ! اب میری زندگی میں برکت عطا کر دینا اور مجھے ایسے کام کرنے کی توفیق دینا جس کی وجہ سے میری پچھلی زندگی کی تلافی ہو جائے۔ اللہ پاک سب پر مہربان ہے اور یقیناً وہ ضرور مواقع عطا کرے گا۔

طالبہ: الحمدللہ اتنے اچھے سیشنز ہو رہے ہیں مجھے پوچھنا بھی عجیب لگ رہا ہے لیکن میرا جو معاملہ ہے کہ میں بیوہ ہوں۔ میں جب دوسرے بچوں کو دیکھتی ہوں کہ ان کے والد ان کے ساتھ ہیں تو اتنی تکلیف ہوتی ہے تو کیا یہ میرے تعلق میں کمی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ پھر یہ تکلیف ایسے ہی رہے گی؟

استاذہ: جب تک آپ یہ سمجھیں گی نہیں اور یہ یقین دل کے اندر نہیں اترے گا کہ یہ میرے ربّ فیصلہ ہے اور میں ربّ عظیم کی رضا پر راضی ہوں۔ لفظوں میں رضا کا پتہ اس وقت چلتا ہے جس وقت انسان اس صورت حال (Situation) میں ہوتا ہے۔ جب لوگوں کے باپ سامنے ہوں اور اپنے بچوں کا باپ نہ ہو تو اس وقت جب محرومی محسوس ہوتی ہے اس وقت انسان کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھے کہ یا اللہ! ان کے نگہبان تو ہیں لیکن تو ان کا وارث، ان کا نگہبان ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب دل بے قرار ہو رہا ہو تو بے قراریوں کو قرار دینے والا بھی وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قرار مانگیں جس نے اس حالت میں رکھا ہے، اس سے دل کا سکون مانگیں وہ ضرور سکون دے گا (ان شاء اللہ)۔ اور یہ ردّ عمل (Reaction) اس وقت تک لگتا رہے گا جب تک آپ کی Logically سمجھنے کے لیے، ایمانی اعتبار سے اور با قاعدہ طریقے سے Counseling نہیں ہو گی۔ پھر (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خیال بھی نہیں آئے گا لیکن آپ امید ضرور باندھیں گی (ان شاء اللہ)۔

طالبہ: تو کیا یہ تکلیف ہوتی ہی رہے گی، کبھی ختم نہیں ہوگی؟

استاذہ: دیکھیں تکلیف کا موقع کس مقصد کے لیے ہوتا ہے؟ صبر کا موقع اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھنے کا موقع۔ ہر بار یہ تکلیف ہر اس ماں کو ہوتی ہے جس کا شوہر نہیں ہوتا اور اس کے بچے بن باپ کے ہوتے ہیں۔ کیا زمانے میں ایک اکیلی لڑکی بیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے اس کے شوہر کی چھاؤں رکھتا ہے اور جن کے شوہر چلے جاتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی چھاؤں میں نہیں آجاتیں۔ جو ربّ عظیم کی چھاؤں میں آجائے اس کا دل قرار نہ پکڑے تو کیا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر شوہر تھا (نعوذ باللہ)۔ آپ کے بچوں کا وارث، ان کا نگہبان، ان کو راہ راست پر لانے والا وہ ربّ کریم ہے، ان کے لیے انتظام کرنے والا وہ ربّ عظیم ہے اس پر یقین رکھیں۔ جتنا آپ یقین رکھیں گی اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی (ان شاء اللہ)۔ ہر بار جب یہ وسوسہ آئے تو جان لیں کہ شیطان کی طرف سے ہے اور جب اس نے ردّ عمل (Reaction) لگانے کی کوشش کی ہے تو اس موقع پر کیا پڑھنا چاہیے؟

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ (فصلت:36)

اگر شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیں۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں گے اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں گے۔ یا اللہ! تو نے مجھے اس حال میں رکھا میں تیری رضا پر راضی ہوں تو مجھ پر مہربان ہو جا اور تو مجھے صبر کرنے کی توفیق دے دے (آمین)۔

اور اس کے لیے اپنے اسلاف کے صبر کے واقعات پڑھیں گے تو آپ کو بہت مدد (Help) ملے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

طالبہ: جیسے آپ نے کہا ہے کہ ایک بچے کی صحیح تربیت کے لیے اپنی تربیت کی

ضرورت ہوتی ہے تو اگر ہم اپنی تربیت کر رہے ہوں یا تربیت یافتہ ہوں لیکن ماحول کا تو اثر پھر بھی ہوتا ہے۔کل مجھ سے کسی نے کہا میں نے جب یہ شیئر کیا کہ دیکھیں اب میرا عقیدہ آپ سے مختلف ہو گیا ہے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم آٹھ ہیں اور آپ ایک، جب آپ ہمارے ساتھ رہیں گی تو ہمارے جیسی ہو جائیں گی ۔جب میں ان کے جیسی ہو جاؤں گی تو میرے بچے بھی ان کے جیسے ہی ہو جائیں گے۔

استاذہ: عقیدہ اچھے طریقے سے پڑھیں، عقیدہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ آپ لوگوں کی بات پر غور وفکر کر کے ان کی مان لیتی ہیں۔اگر میں ان جیسی ہو جاؤں گی آخر کیوں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ "لو" کا معاملہ "اگر" کا معاملہ شیطان کو راستہ دیتا ہے۔"اگر" کے بعد کچھ نہیں ہے۔ کیوں ہو جائے گا ایسا! کیا آپ کا کوئی ربّ نہیں ہے؟ جس سے آپ امید باندھیں کہ وہ آپ کو ان سے بچا لے گا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور انہیں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کے اطراف میں ایک غزوہ میں شریک تھے جب نبی اکرم ﷺ جہاد سے واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ یہ بھی واپس ہوئے راستے میں قیلولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا جس میں ببول کے درخت بکثرت تھے۔ نبی ﷺ نے اسی وادی میں پڑاؤ کیا اور صحابہ پوری وادی میں (درخت کے سائے کے لیے) پھیل گئے۔آپ ﷺ نے بھی ایک ببول کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پر لٹکا دی ہم سب سو گئے تھے کہ نبی ﷺ کے پکارنے کی آواز سنائی دی دیکھا گیا تو ایک بدوی آپ ﷺ کے پاس تھا نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس نے غفلت میں میری ہی تلوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور میں سویا ہوا تھا جب بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔اس نے کہا مجھ سے تمہیں کون بچائے

گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! تین مرتبہ (میں نے اسی طرح کہا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی) نبی اکرم ﷺ نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ (پھر وہ خود متاثر ہو کر اسلام لائے۔) (بخاری:2910)

آپ کے دل میں وہ یقین کیوں نہیں ہے کہ مجھے میرا ربّ بچائے گا۔ آٹھ ہوں یا ساٹھ ہوں، آٹھ سو ہوں یا آٹھ ہزار ہوں! دل کے اندر اس روشنی کی فکر کریں۔

آپ کا دوسرا تصور (Concept) جو اس وقت پر قابل توجہ ہے وہ دراصل یہ کہ میں اپنی تربیت خود کر لوں گی۔ مربی کوئی اور ہوتا ہے وہ آپ نہیں ہوتے۔ بچہ اپنی تربیت خود نہیں کرتا ماں باپ کو ان پر نگہبان بنایا گیا ہے۔ لہٰذا وہ آپ نہیں ہیں جنہوں نے اپنی تربیت کرنی ہے بلکہ آپ نے تربیت کے لیے اپنے آپ کو ایسے ماحول میں لے جانا ہے، ایسے افراد کی زیر نگرانی رکھنا ہے جو آپ کی تربیت کر سکیں۔ ان افراد کے ساتھ رابطے (Connectivity) کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے اندر ایمان بڑھے گا۔

طالبہ: جیسے آپ نے کہا کہ جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ بہت سارے لوگوں کی ذمہ داری بن جاتا ہے۔ نانا نانی کی، دادا دادی کی اور دوسرے لوگوں کی تو اس وجہ سے میرے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ اثر تو ہوتا ہے۔

استاذہ: اثرات تو ہوتے ہیں لیکن تربیت بچہ اپنی خود نہیں کرتا۔ آپ اپنے ذہن کو ہمیشہ کسی اور سائیڈ پر لے جاتی ہیں۔ بس اصل بات کو سمجھنے کی کوشش کریں جو آپ کے اندر کا مسئلہ (Problem) ہے وہ ''انا'' کا ہے لہٰذا آپ اس چیز کا علاج کر لیں تو فائدہ ہوگا (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

آپ اس کتاب کے آڈیو اور ویڈیو کورس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔